سوال: ایک آدمی 20 ہزار کا جانور خرید کر دوسرے آدمی کو دیکر کہتا ہے کہ تم اسکی دیکھ بھال
کرو خدمت کرو کچھ عرصے کے بعد جب وہ جانور بیچا جاتا ہے مثلاً 30 ہزار میں تو 10 ہزار کا منافع دونوں آدمی تقسیم
کر لیتے ہیں اور یہ معاملہ پہلے سے طے ہوتا ہے۔ اگر جانور مادہ ہو تو اسکے بچوں میں بھی نصفا نصف آپس میں تقسیم
ہوتی ہے یا صرف بچوں میں تقسیم ہوتی ہے اگر اصل مادہ جانور مالک کا رہتا ہے، کیا یہ صورتیں
جائز ہیں؟ نیز اس جانور کی دوائی وغیرہ اصل مالک پر ہو اور اسکا چارہ دوسرے آدمی پر ہو۔
اس طرح کی شرکت کی جائز صورت کی طرف رہنمائی فرمادیں جزاکم اللہ خیرا فی الاولی والآخرۃ

محمد ناصر
مدرس جامعہ حقانیہ ساہیوال

دار الافتاء
جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

سوال میں جتنی صورتیں ذکر کی گئی ہیں وہ سب شرعاً ناجائز ہیں۔ کیونکہ ان میں اجرت اور مدت دونوں مجہول ہیں۔ لہذا مذکورہ صورتوں میں اصل جانور اور بچہ اصل مالک کا ہوگا اور پرورش کرنے والے نے جتنے دن پرورش کی ہے اس کی اجرت مالک پر واجب ہے، اور اجرت اتنی ہوگی جتنی عام طور پر سے اس مقصد کے لئے کسی شخص کو مزدوری پر رکھ کر دی جاتی ہے۔

البتہ شرکت کو درست بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ اصل مالک نصف جانور یا اس کا کچھ حصہ دوسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کر دے، اس سے دونوں آدمی جانور میں شریک ہوجائیں گے۔ اس کے بعد کاروبار کی غرض سے شرکت کا عقد طے کرلیں۔ اس صورت میں جانور کی قیمت میں جو بھی اضافہ ہوگا یا اسے فروخت کرکے جو منافع حاصل کیا جائے گا، اسی طرح جانور کا دودھ اور بچے وغیرہ سب دونوں کے درمیان ان کے حصہ کی بقدر تقسیم ہوں گے۔ اور دونوں میں سے کوئی ایک اگر تنہا پورا دودھ استعمال کرنا چاہے یا جانور میں اپنے حصہ کی شرح سے زیادہ منافع لینا چاہے تو دوسرے کی رضامندی سے لے سکتا ہے، لیکن جو شخص عملاً دیکھ بھال میں شریک نہ ہو اور کوئی عمل نہ کرے اس کے لئے اپنے حصہ کی شرح سے زیادہ منافع لینا جائز نہیں ہے۔

فی التنویر مع شرحہ: (ج نمبر ٤، ص نمبر ٣٢٦، مکتبہ ایچ-ایم سعید)

(والربح فی الشرکۃ الفاسدۃ بقدر المال، ولا عبرۃ بشرط الفضل) فلو کل المال لاحدھما فللاخر اجر مثلہ کما لو دفع دابتہ لرجل لیؤجرھا و

[illegible] اذا الشرکۃ فاسدۃ والربح للمالک

Scanned by CamScanner

(م) لذا (تصح)...... (مع التفاضل فى المال دون

الربح وعكسه ...... قال العلامة الشامى رحمه الله تعالى

فى شرحه " بان يكون لاحدهما الف وللآخر الفان مثلاً

واشترطا التساوى فى الربح، وقوله وعكسه: اى

بان يتساوى المالان ويتفاضلان فى الربح لكن هذا مقيد

بان يشترط الاكثر للعامل منهما او لاكثرهما عملاً، اما

لو شرطاه للقاعد او لاقلهما عملاً فلا يجوز كما فى

البحر عن الزيلعى والكمال. قلت: والظاهر ان هذا محمول

على ما اذا كان العمل مشروطا على احدهما. وفى النهر

اعلم انهما اذا شرطا العمل عليهما ان تساويا مالاً وتفاوتا

ربحاً جاز عند علمائنا الثلاثة خلافا لزفر والربح بينهما

على ما شرطا وان عمل احدهما فقط، وان شرطاه على احدهما

فان شرطا الربح بينهما بقدر راس مالهما جاز، ويكون

مال الذى لا عمل له بضاعة عند العامل له ربحه وعليه

وضيعته، وان شرطا الربح للعامل اكثر من رأس ماله جاز

ايضا على الشرط ...... ولو شرطا الربح للدافع اكثر من راس ماله

لا يصح الشرط ويكون مال الدافع عند العامل بضاعة لكل واحد

منهما ربح ماله والوضيعة بينهما على قدر رأس

مالهما ابدا هذا حاصل ما فى العناية -

وفى الهداية: (ج ۳ ص ۳۰۳، اسلامى كتب خانه)

والواجب فى الاجارة الفاسدة اجر المثل -

لا يجاوز به المسمى - ...... (جارى ہے)

و للآخر مثل علفه و اجر مثله ۔

وفی الهندیة: (ج ۴، ص: ۴۴۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

دفع البقرة الی رجل علی ان یعلفها وما یکون من اللبن والسمن بینهما انصافا فالاجارة فاسدة وعلی صاحب البقرة للرجل اجر قیامه وقیمة علفه .... والحیلة فی جوازه ان یبیع نصف البقرة منه بثمن ویبرئه عنه ثم یأمر باتخاذ اللبن والمصل فیکون بینهما ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد عفران هزاروی
متخصص فی الفقہ الاسلامی سال اول
جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا
۲/ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ
۲/ دسمبر ۲۰۱۶ء لیلۃ الخمیس

الجواب صحیح

۸/ ۳/ ۱۴۳۸ھ

دار الافتاء
جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا